گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا

بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
جس پھول کو سونگھتا ہوں بوتیری ہے

عطیہ سالانہ ۔ رسالہ ۔ ۳ روپے

انوار الصوفیہ لاہور

مدیر مولوی محمد عظیم صاحب منشی فاضل

جلد ۱۹
بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء
مطابق ماہ ذیقعد ۱۳۴۱ھ
نمبر ۹

فہرست مضامین

انجمن خدام الصوفیہ لاہور کی طرف سے
گلزار ہند سٹیم پریس لاہور میں باہتمام گلزار محمد پرنٹر برائے منشی حسام الدین مینیجر چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت شریف

ہائے اب بھی مدینے کو نہ جانے پائے
دلِ ناکام کے مطلب نہ بر آنے پائے

اور نصیبوں سے ازل نے جو بچا رکھے تھے
وہی رتبے جو کہ محبوب خدا نے پائے

میری سوتی ہوئی تقدیر نہ جاگے جبتک
نیند اے دیدۂ بیدار نہ آنے پائے

ہاتھ آئی درِ دولت کی گدائی جس کو
اُس نے دولت کے خزانے کے خزانے پائے

مر گئے ہم تو ملی ہم کو حیاتِ جاوید
لطف جی جانے کے مرنے کے بہانے پائے

بحرِ مقصد کا نہ آنکھوں سے تماشا دیکھا
دشتِ طیبہ کی نہ ہم خاک اڑانے پائے

اور سب اہلِ وطن انکے وطن میں پہنچے
ایک ہم اپنے وطن سے بھی نہ جانے پائے

جن کو طاقت تھی وہ طے کر گئے راہِ طیبہ
ناتواں ایک قدم بھی نہ اٹھانے پائے

سر و سامانِ اقامت بھی ہو جس کا بگڑا
سر و سامان سفر کیا وہ بنانے پائے

سال بھر کون جئے کون مرے کس کو خبر
آنے بھی پائے یہ موسم کہ نہ آنے پائے

ہے زیارت کا شرف ایک زمانے کو نصیب
بے نصیب ایک ہمیں ہیں کہ نہ جانے پائے

درِ مقصود کے بدلے یہ ملا رو رو کر
گوہرِ اشک مرے دستِ دعا نے پائے

جو فقیروں کو مزے ہیں وہ امیروں کو کہاں
کھو چکے جو فقرا وہ امرا نے پائے

اُن کے در پر میری تقدیر کھڑی کہتی ہے
دیکھنا حافظؔ ناکام نہ آنے پائے

عرضداشت۔ ناظرینِ رسالہ بالعموم اور یارانِ طریقت بالخصوص ترقئے اشاعت کیطرف خاص طور پر ہمیشہ خیال فرماتے رہا کریں اور اپنے مولا سے خوشنودیٔ مزاج کا تمغہ حاصل کیا کریں۔ مگر فرمائشیں پختہ اور ثقہ ہوں کہ ادائگی ہدیہ رسالہ میں تساہل و تکاہل سے کام نہ لیں ؏ (مینجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صبر وتحمل

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ؕ

(ترجمہ) مسلمانو! مصیبت کے وقت نماز اور صبر کے وسیلہ سے (خدا کی) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے“

برادران اسلام! اس آیہ شریفہ میں خداوند جل شانہ وعز برھانہ نے کامیابی کا ایک بڑا دقیق راز اور نہایت ضروری مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ خدا کی مقدس کتاب (قرآن مجید) میں ایک اور مقام پر بھی حکم ہے۔ کہ صبر و شکیبائی اور نماز کے ذریعے مشکلات میں مدد مانگا کرو، یعنی انہی کے ذریعے تمکو اعانت ملیگی۔ جملہ امور میں تم کو انہیں سے رجوع کرنا چاہیے ؛

حضور مصیبت کے وقت نماز کیطرف رجوع کرتے تھے

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر فزع الی الصلوٰۃ جب کوئی مہم پیش آتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کی جانب رجوع کرتے تھے ؛

دوسری روایت یہ ہے کہ انھما ای الصبر والصلوٰۃ معونتان علی رحمۃ اللہ صبر اور نماز یہ دونوں نزول رحمت الٰہی میں اعانت کیا کرتے ہیں ؛

صبر کی تعریف

حضرات ۔ جس طرح توکل و قناعت وغیرہ کا مفہوم سمجھنے میں بعض مسلمانوں نے غلطی کی اسیطرح صبر کا مفہوم اور مطلب سمجھنے میں مسلمانوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ صبر کے معنی آجکل فقط یہ

لئے جاتے ہیں کہ اگر کسی وجہ سے کوئی مصیبت نازل ہو تو غم کا اظہار نہ کریں۔ تیسرے یہ کہ ذلتیں برداشت کریں اور چپ بیٹھے رہیں پٹتے جائیں اور اُف نہ کریں۔ چونکہ قرآن مجید میں صابروں کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے [illegible] ہے کہ وہ ایسے ہی لوگوں کی تعریف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کے رو سے وہ صبر اخلاق حسنہ میں داخل نہیں۔ جو صرف خاموش رہنے سے جزع فزع کے بعد اختیار کیا جائے کیونکہ وہ ایک حالت ہے جو تھک جانے کے بعد یا کسی قوت کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ضرورتاً ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی انسان کی طبعی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہے۔ کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت یا تو بالکل خاموش ہو جاتا ہے یا پہلے روتا چیختا سر پیٹتا ہے اور آخر کار بہت سا بخار نکلنے کے بعد جوش ختم جاتا ہے اور انتہا تک پہنچکر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔

پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں۔ ان کو حسن خلق سے کچھ تعلق نہیں۔ صبر کے یہ معنی نہیں کہ انسان کے پاس سے ایک چیز جاتی رہے اور وہ چپ ہو جائے۔ کہ نہیں ہے تو نہ سہی بلکہ قرآن کریم میں صبر کا مفہوم یہ ہے کہ صحیح اصول پر کام کرنے میں جو دقتیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنا اور کام کو جاری رکھنا اور نباہنا اور دقتوں سے گھبرا کر کام نہ چھوڑ دینا ایسا صبر کامیابیوں کا گر ہے۔ اسی لئے قرآن مجید سکھاتا ہے کہ مافات پر غم و اندوہ کرنا بے فائدہ اور بے سود ہے۔ انسان کو ہر ایک مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جو چیز جاتی رہی۔ پھر اسکا نعم البدل مل سکے اور جبتک بہترین صورت میں تلافی نہ ہو جائے سلسلہ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے ؎

نماز اور صبر

صاحبو! آپ نے صبر کی تعریف سن لی۔ اب اس امر کو بھی ذہن نشین کیجئے کہ نماز سے صرف ایک رسم کا پورا کر دینا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ خدائے ذوالجلال والاکرام سے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیوی سے کنارہ کش ہو کر نفس میں ایک اعلےٰ تصور قدسی پیدا کرنا مدنظر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ "اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کو تسکین ہو جاتی ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ یہی دو چیزیں انسان کی زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں اور یہی کامیابی اسلام کے مدنظر ہے۔ چنانچہ یہ مضمون ان آیات سے واضح ہوتا ہے۔

(۱) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ مسلمانو مصیبتوں پر صبر کروگے اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانیوں سے بچتے رہوگے تو اعلےٰ ہمت کے کاموں میں ان کا شمار ہوگا۔ (اسی ہمت کی برکت سے انسان کامیاب ہوتا ہے) ؁

(۲) قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

پھر جب طالوت اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے تو جن لوگوں نے طالوت کی نافرمانی کی تھی، کہنے لگے ہم میں تو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کا دم نہیں ہے۔ اُسپر وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ ان کو خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ بول اٹھے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ اور جب طالوت اور ان کی فوجوں کے مقابلہ میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمپر صبر انڈیل دے۔ اور معرکہ جنگ میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہمکو فتح دے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے حکم سے ان لوگوں نے دشمنوں کو بھگا دیا اور فتح حاصل کرلی)

(۳) وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۔ اور بہت سے پیغمبر گذرے ہیں جن کے ساتھ ہوکر بہت سے اللہ والے لوگ دشمنوں سے لڑے تو جو مصیبت ان کو اللہ کے راستے میں پہنچی۔ اُس کی وجہ سے نہ تو انہوں نے ہمت ہاری اور نہ بودا پن کیا۔ اور نہ دشمنوں کے آگے عاجزی کا اظہار کیا۔ اللہ ایسے صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ انہی معنوں میں قرآن کریم میں صابروں سے توقع کیجاتی ہے کہ کم سے کم اپنے سے دگنی طاقت پر وہ غالب رہیں گے ؁

(۴) فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ

بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ط۔ ترجمہ۔ اگر تم میں سے سو صابر ہونگے۔ تو تو (دو سو کافروں) پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار (کافروں) پر اللہ کے حکم سے غالب رہیں گے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کے ہمراہ ہے ؎

صبر کے دوسرے معنے جیسا جو ان آیات بینات سے کسقدر صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ صبر کا مفہوم وہ نہیں جو آجکل کے مسلمانوں نے سمجھ رکھا ہے۔ صبر کے معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ اسکے علاوہ اور معنی بھی قرآن پاک میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ مگر ان کا محل اور موقع اور ہے۔ مثلاً مطلوب پر صبر کرنا یعنی جس چیز کو دل چاہے اور اسکی رغبت ہو رہی ہو اگر نہ مل سکے تو بے قرار نہ ہونا۔ یا مکروہات پر صبر کرنا پہلی صورت میں صبر کرنا نفس امارہ کی خواہشوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ تاکہ نفس قبیح لذتوں میں نہ پڑجائے اور دوسری صورت قوت غضبی کی تہذیب سے تعلق رکھتی ہے۔ ان صورتوں میں انسان صبر سے کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے ؟ اسطرح کہ جسقدر برائیاں ہیں وہ دو چیزوں کے نتائج ہیں شہوت و غضب۔ شہوت ہر قسم کی بدکاریوں کا سبب ہے۔ اور غضب خونریزی اور سفاکی کا کرشمہ۔ چنانچہ خدائے پاک نے جب حضرت آدم کو پیدا کرنا چاہا۔ تو فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو خونریزی اور فساد کرے گا ؎

ہاں تو جب انسان شہوت اور غضب کے روکنے پر قادر ہوگا۔ تو قوت عملی کی جسقدر خوبیاں ہیں۔ وہ سب خود بخود اس کو حاصل ہونگی پس صبر کے دوسرے معنے اعتدال پر قایم رہنے اور معصیت سے بچنے کے ہیں اور یہی استقلال و ثابت قدمی کی جڑھ ہے۔ جبتک مسلمان ان معانی اور حقایق سے واقف رہے دنیا میں فتحمند اور کامیاب رہے۔ جب سے انہوں نے ان سے منہ موڑا۔ کامیابی اور فتحمندی ان سے اٹھ گئی ؎

تحمل کے معنے صبر اور بردباری ہر کامیابی کے پر ہیں۔ تحمل کے معنی یہ ہیں کہ انسان مصیبت و تکلیف کو حوصلہ سے برداشت کرے اور اپنے آپ پر غیظ و غضب کا اثر پیدا نہ ہونے دے جن لوگوں کو محبت الٰہی کا دعوےٰ ہو اور دیندار بننے کی آرزو ہو۔ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ صبر اور تحمل سے ہمیشہ

کام لیا کریں کیونکہ خدائے پاک کی کمال محبت کا یہ نشان ہے کہ بشریت اور نفس کا لگاؤ کچھ نہ ہے جہاں علم کا وجود دریا کی طرح ہے۔ جو کثافت سے نہیں بگڑتا۔ اور ہزار ناپاک اور بیہودہ چیزیں اسمیں ڈالدیں۔ وہ مخلیظ نہیں ہوتا ہے

دریائے معظم نشود تیرہ بسنگ عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز

متحمل پر اگر لاکھ مرتبہ جفا ہو تو وہ اُس کو وفا شمار کرتا ہے۔ اور اگر ایسے شخص کے ساتھ کوئی برائی کرتا ہے تو وہ بجائے برائی کے نیکی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا

خداوند کریم نے اپنی کتاب پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ترجمہ۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں فراخی اور تنگی میں اور غصہ کو پی جاتے ہیں (یعنی جو شخص ان سے بُرائی کرے تو بجائے اس کے نیکی کرتے ہیں) اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدائے تعالےٰ نیکیوں کو دوست رکھتا ہے ؎

اِس بارے میں کسی عارف کا قول ہے ؎

کار آساں نیست در درگاہِ او خاک باید گشت نزدِ راہ او

غصہ کا علاج صاحبو! غصہ کو پی جانا بڑی بہادری اور جوانمردی ہے۔ ایک بزرگ کیخدمت میں دو آدمی اکٹھے حاضر ہوئے۔ ایک نے تو آتے ہی باتوں باتوں میں گالیاں دینی شروع کیں۔ اور دوسرے نے تعریفی الفاظ کہنے شروع کئے۔ وہ بزرگ اسوقت تک خاموش بیٹھے سنتے رہے جبتک کہ وہ خود ہی چپ نہ ہو گئے۔ جب یہ خاموش ہو گئے تو اس بزرگ نے فرمایا کہ اے میرے عزیزو! اگر میں تم سے کچھ دریافت کروں تو تم اس کا جواب دو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ جب انہوں نے رضامندی ظاہر کی تو آپ نے پوچھا۔ اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور ہدیہ لیجائے۔ اور وہ قبول نہ کرے۔ تو وہ چیز کس کے پاس رہے گی؟ انہوں نے جواب دیا کہ

جو شخص لیجائیگا۔ اُس کے پاس رہے گی۔ اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے ایک نے میرے پاس گالیوں کا تحفہ لایا اور دوسرے نے تعریفی الفاظ کا ہدیہ۔ مجھے اِن دونوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنی چیز واپس لے جاؤ۔ اور ساتھ ہی یہ نصیحت بھی فرمائی۔ کہ عزیزو دنیا میں انسان جو کچھ دوسرے کو دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو دیتا ہے پس تم دوسروں کو وہ چیز دو۔ جس کی تمہیں بھی ضرورت ہو۔ وہ سن کر بڑے شرمندہ ہوئے۔ سچ ہے۔ ؎

آنچہ برخود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند

اس بیماری کا علاج جو مقبولان رب نے تجویز کیا ہے۔ وہ ؎

چشم بند و لب بہ بند و گوش بند

ہی ہے جس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انگلیوں سے کان اور آنکھ اور لبوں کو بند کر لیا جائے۔ بلکہ اسکا منشا یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی گالی دے یا اسی قسم کی کوئی بات کہدے جو تمہارے خیال کے مطابق ٹھیک نہ ہو تو۔ تم کو چاہیے کہ بجائے اس کے کہ جواب میں گالی دو یا اُس کے کہنے پر غصے سے جھنجلاؤ۔ خود اپنے کانوں کو سخت سست کہکر ان کی گوشمالی کرو۔ اور ان سے کہو اگر تم نہ ہوتے تو مجھے غصے جیسے دشمن کے ہاتھوں اذیت نہ اٹھانی پڑتی ؛

صاحبو! انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ جب کسی سے اپنی بابت بُرے الفاظ سنتا ہے۔ تو اُسے غصہ آتا ہے۔ اِسکا علاج سوائے اسکے اور کچھ نہیں۔ کہ وہ مذکورہ بالا طریقہ پر عمل پیرا ہو۔ ورنہ وہ کہاں تک بگڑے ہوئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا پھرے گا ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔۔۔ اگر مردی احسن الیٰ من اسا

خدا کی محبت کے لئے تحمل شرط ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب تک انسان میں تحمل نہ ہوگا وہ حق تعالیٰ کی محبت کی خوشبو ہرگز ہرگز نہیں پا سکے گا چنانچہ اس کے متعلق صدہا اقوال بزرگانِ دین کے مشہور و منقول ہیں۔ ہم اس موقع پر ایک بڑی معنی خیز حکایت سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ

ایک بزرگ کی معنی خیز حکایت متقدمین میں ایک عارف تھے جن کے بہت سے مرید تھے اُن میں

ایک مرید ایسی لیاقت رکھتا تھا جو سب کو مطبوع اور پسند تھی۔ ایک دن کسی دوسرے خادم نے مرید موصوف کی تعریف و توصیف اپنے شیخ کے سامنے بیان کی۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے اعتبار نہیں آتا جب تک میں خود معاینہ و ملاحظہ نہ کروں یقین نہیں کروں گا۔ آخر کار وہ بلایا گیا۔ ملاقات و مصافحہ کے بعد بات چیت شروع ہوئی۔ شیخ نے اپنے ایک خادم سے کہدیا تھا۔ کہ جب میں اُس سے گفتگو میں مشغول رہوں۔ تم ایک پتھر اُس کو زور سے مارنا۔ وہ شیخ کا حکم بجالایا اور چلدیا۔ مگر اس مرید نے جسکے سر پر پتھر لگا تھا صرف اس کی طرف نگاہ کی اور زبان سے کچھ نہیں کہا۔ جب شیخ نے اُس کا حال مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ ابھی کچا ہے اور خدا تک نہیں پہنچا۔ اگر پکا ہوتا تو اسکی طرف نگاہ بھی نہ کرتا۔

حضرت شاہ نقشبند کے ایک مرید کی حکایت حضرت خواجہ خواجگاں حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے بیان میں منقول ہے کہ ایک شخص جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں حضور کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ مرید ہونا تمہارا کام نہیں ہے۔ اور نہ تم مرید بن سکتے ہو۔ اُس نے پھر عرض کی۔ حضرت خواجہ بزرگ نے وہی ارشاد فرمایا۔ مگر وہ شخص بدستور اصرار کرتا رہا۔ کہ میں حضور کا غلام حلقہ بگوش ہو کر رہوں گا۔ آخر آپنے اُس سے فرمایا اگر تم حلقہ میں داخل ہی ہونا چاہتے ہو۔ تو پہلے میں جو کہتا ہوں۔ اُس پر عمل کرو۔ وہ عرض کرنے لگا۔ کہ کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ شہر کے فلاں دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب دوپہر کا وقت ہوگا۔ تو ایک مسن آدمی جنگل کیطرف سے آئیگا اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہوگا۔ جسکی باعث وہ سخت تکلیف میں ہوگا۔ اور بھوک اور پیاس کے مارے اُس کی حالت برقرار نہیں ہوگی۔ جب تم اس حالت میں دیکھو تو اس کے پاس جا کر اُسکے منہ پر اس زور سے ایک مکا مارنا کہ اُس کے دانت ٹوٹ جاویں۔ جب یہ کام کرلو تو پھر میرے پاس سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے آنا؂

وہ شخص اس حکم کی تعمیل سے گھبرایا اور معذرت کرنے لگا۔ مگر جناب نے فرمایا کہ جو کچھ کہدیا ہے اگر اس کا عامل ہوگا تو سلسلہ میں داخل ہوگا۔ ورنہ چلا جا۔ آخر الامر اُس نے جناب کے فرمان کی تعمیل کیلئے دروازہ شہر پر جانا قبول کرلیا۔ اور جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور دیر تک کھڑا رہا۔ جب عین دوپہر کا وقت ہوا

تو جنگل کی طرف سے ویسا ہی مرد جیسا کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا۔ آیا دیکھا۔ تو اُس کا تمام بدن پسینہ سے تر ہو رہا ہے اور وہ بھوک اور پیاس کے مارے مرا جاتا ہے اور بڑی مصیبت اور دقت کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے یہ شخص اس کے پاس گیا اور ایسا مکا اس کے دانتوں پر مارا کہ اس کے کچھ دانت ٹوٹ گئے اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس شخص نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پولیس دیکھ لے۔ اور گرفتار کر لے۔ اب یہاں سے بھاگنا چاہئے۔ چنانچہ وہ چلتا ہوا۔

جب لکڑہارا ہوش میں آیا تو اُس شخص کے پیچھے دوڑا اور اُس کے پاس پہنچا۔ تو اُسکے پاؤں پر گر کر عاجزی کرنے لگا۔ اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دے کر عذر کرنے لگا اور کہا خدا کے واسطے فقیر کے گناہ کو معاف کر دے تجھے بہت تکلیف پہنچی۔ اس شخص نے جب اس کی یہ عاجزی دیکھی۔ تو بہت شرمندہ ہوا اور حیران ہوا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ سبحان اللہ میں نے اس سے کیا معاملہ کیا اور یہ مجھ سے کیسے پیش آتا ہے۔

جب یہ وہاں سے لوٹ کر حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ حضرت جو کچھ حضور نے فرمایا تھا۔ اس کو میں نے بجا لایا۔ اب بندہ کو مرید فرمایئے۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ لکڑہارا میرا مرید تھا۔ اگر تجھ میں اس قسم کا تحمل ہے تو مرید ہو ورنہ راستہ لے۔

علامات اخلاقِ حسنہ صاحبو! اخلاقِ حسنہ اکثر صبر اور تحمل سے ظاہر ہوا کرتے ہیں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے بہت ستایا۔ یہاں تک کہ دندانِ مبارک شہید کر ڈالے۔ مگر آپ نے فرمایا تو یہی فرمایا کہ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کی آنکھیں کھول دے۔ یہ جانتے نہیں ہیں۔

حضرت ابراہیم ادہم کا تحمل ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ جنگل میں جا رہے تھے۔ ایک لشکری ملا اور پوچھنے لگا۔ تو بندہ ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اُس نے کہا بتا آبادی کدھر ہے؟ آپ نے فرمایا قبرستان۔ اُس نے کہا میں آبادی ڈھونڈتا ہوں۔ آپ نے فرمایا آبادی اسی جگہ ہے۔ لشکری نے ایک لاٹھی آپ کے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا۔ اور آپ کو شہر میں پکڑ لایا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو لشکری سے کہا۔ اے احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہیں۔ جو بڑے پارسا ہیں۔ لشکری نے گھبرا کے

سے اتر کر آپ سے معذرت کرنی شروع کی۔ کہ مجھے معاف کیجئے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ہی ابراہیم ادہم ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اسیوقت معاف کر دیا تھا جبکہ تو نے میرا سر توڑا تھا میں نے تیرے واسطے دعا کی تھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیوں۔ فرمایا اِس واسطے کہ مجھے معلوم تھا کہ مجھے اسکے سبب سے ثواب ہوگا۔ میں نے نہیں چاہا۔ کہ مجھے تو اس کے سبب سے بھلائی نصیب ہو۔ اور اسے میرے سبب سے برائی۔ اس نے عرض کیا کہ اچھا یہ تو بتلایئے کہ آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں بندہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بندہ خدا کا ہوں۔ اس نے کہا کہ قبرستان کو آبادی کیسے بتایا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے خدائے پاک کی میں تو روز یہی دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ اِدھر سے روزانہ وہاں جاتے رہتے ہیں اور وہاں سے اِدھر کوئی نہیں آتا۔ میں نے سمجھ لیا کہ ویرانہ کو چھوڑ کر ہمیشہ لوگ آبادی میں آیا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو شہر ویرانہ ہے اور قبرستان آبادی

حضرت امام اعظم کا تحمل اور بے نظیر نصیحت

حضرت امام العلماء والفقہاء امام اعظم رضی اللہ عنہ راستے میں جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے بلاوجہ گوبر کا طشت آپکے سر مبارک پر ڈالدیا۔ آپنے تحمل کیا۔ اور اس سے فرمایا کہ جو کام تم نے کیا ہے۔ ہم کو اِسقدر طاقت ہے کہ تم سے بدلا لیں۔ میں حاکم تک پہنچ کر واجبی سزا ابھی دلا سکتا ہوں اور خدا سے اگر انصاف چاہوں۔ تو بھی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا۔ تمہارے اِس کام نے تمہیں دوزخ کے لایق بنا دیا۔ اور مجھ کو تحمل کے سبب بہشت نصیب ہو گی۔ لیکن جب قیامت قایم ہو گی۔ اور خداوند کریم تم کو اِس گناہ کے سبب دوزخ کا حکم دیگا اور مجھ کو بہشت کا تو مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے تم کو اور مجھ کو پیدا کیا ہے کہ میں بہشت کیطرف قدم نہ اٹھاؤں گا۔ جب تک کہ تم کو اپنے ساتھ نہ لیجاؤں گا۔ کسی نے خوب فرمایا ہے ؎

ہر کہ او با ہمت آمد مرد شد ۔۔۔ ہمچو خورشید از بلندی فرد شد

ابو عثمان حیری کا تحمل و ارشاد

حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہٗ کی کسی نے دعوت کی۔ اور اُس سے آپ کو آزمانا مقصود تھا۔ جب آپ اُس کے دروازے پر پہنچے تو اندر نہیں جانے دیا۔ اور کہا کہ اب جو

بھی کھانا باقی نہیں رہا ہے۔ آپ تشریف لے جائیے۔ جب تھوڑی دور گئے تو دوڑتا ہوا گیا۔ اور آپ کو بلا لایا۔ کئی مرتبہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ دروازے پر پہنچتے۔ تو اندر جانے نہ دیتا۔ اور جب چلے جاتے تو بلا لاتا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لے جاتے جب جواب دیتا پلٹ آتے۔ آخر اس نے عرض کی کہ اے شیخ میں آپ کو آزماتا تھا۔ آپ مرد خوش اخلاق ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ جو تو نے مجھ سے دیکھا ہے۔ یہ تو کتے کا خلق ہے۔ کہ جب اُسے بلاؤ دوڑتا ہوا آتا ہے۔ جب ہنکاؤ۔ بھاگ جاتا ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔

انہیں کی نسبت منقول ہے کہ ایک روز کسی نے چھت پر سے طشت بھر راکھ سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جھاڑ لیے اور خدا کا شکر کیا۔ لوگوں نے کہا کیا یہ شکر کا موقع ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اس پر راکھ ڈالیں تو شکر کا مقام ہے۔

حضرت امام علی ابن موسےٰ کے تحمل کی حکایت

حضرت علی بن موسےٰ رضا رضی اللہ عنہ کا رنگ سانولا تھا۔ آپکے دروازہ پر ایک حمام تھا جب آپ حمام میں جاتے۔ تو لوگ حمام خالی کر دیتے۔ ایک دن حمام خالی کر دیا گیا۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور حمام والا غافل ہو گیا۔ ایک گنوار حمام میں گھس گیا آپ کو دیکھا اور سمجھا کہ حمام کے خادموں میں سے کوئی ہے آپ سے کہنے لگا اٹھ پانی لا۔ آپ پانی لے آئے۔ پھر کہا اُٹھ مٹی لا۔ آپ اُٹھ کر مٹی بھی لے آئے۔ اسیطرح آپ کو ایک ایک کام کا حکم دیتا۔ اور آپ بجالاتے۔ حمام والے نے گنوار کی آواز سنی تو مارے ڈر کے بھاگ گیا۔ جب آپ باہر نکلے تو لوگوں نے عرض کی کہ حمام والا آپکے خوف سے بھاگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اُس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ۔ قصور تیرا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ کا خلق

عبداللہ درزی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ ایک آتش پرست ان سے کپڑے سلواتا۔ اور ہر بار کھوٹا روپیہ بطور اجرت دیتا۔ وہ لے لیتے۔ ایک مرتبہ وہ خود موجود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہیں لیا۔ جب آئے تو شاگرد سے کہا۔ کہ تو نے کیوں ایسا کیا کئی برس گذر گئے ہیں وہ میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا رہا ہے۔ میں نے کبھی اُس پر ظاہر نہیں کیا۔ اور

ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کہ اس کھوٹے روپے سے اور کسی مسلمان کو فریب نہ دے ؀

حضرت اویس قرنی کا ضبط و تحمل حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جب کہیں جاتے۔ تو لڑکے پتھر مارتے۔ آپ کہتے کہ میاں لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو۔ کہ میرا پاؤں نہ ٹوٹ جائے۔ ورنہ میں نماز میں کھڑا نہ رہ سکوں گا ؀

حضرت آصف بن قیس کا علم اور بردباری حضرت آصف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص گالیاں دیتا ہوا انکے ساتھ ساتھ چلا۔ وہ چپ تھے۔ جب اُس مقام کے قریب پہنچے جہاں اُن کے عزیز و اقارب رہتے تھے۔ تو کھڑے ہو گئے اور اُس سے کہا کہ بھائی اگر کچھ گالیاں باقی ہوں تو وہ بھی دے دو۔ اس واسطے کہ اگر میری قوم کے لوگ گالیاں سُن لیں گے۔ تو تمہیں بہت تکلیف دیں گے ؀

حضرت مالک بن دینار کا صبر و تحمل ایک عورت نے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کو کہا "اے ریاکار" انہوں نے سنکر فرمایا۔ کہ اے نیک بخت بصرہ کے لوگوں نے میرا نام بُھلا دیا تھا۔ تو نے ڈھونڈ نکالا ؀

سبحان اللہ اخلاق حسنہ کے روایات یہ ہیں۔ یہ ان لوگوں کو نصیب ہوتے ہیں جو ریاضت کرتے کرتے اپنے آپ کو صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہوں۔ مگر جو شخص ان صفات سے موصوف ہو۔ اُسے اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور غرہ نہ کرنا چاہئیے ؀

حضرات! یہ تو اللہ والوں کی باتیں ہیں۔ سچے مسلمانوں کے واقعات ہیں۔ ہم کو کم از کم اتنا کرنا چاہئے۔ کہ صبر و تحمل سے کچھ نسبت پیدا کریں۔ بات بات پر آمادہ فساد و جنگ و جدل ہونے کی عادت کو ترک کر دیں۔ اور دیکھیں۔ کہ ہمارے بزرگوں نے کس قدر صبر و تحمل سے کام لیا ہے۔ خدا ہم سب کو اسکی توفیق بخشے! آمین۔ و صلے اللہ تعالےٰ علیٰ رسولہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِستقامت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اپنے کلام پاک کے بارھویں سیپارہ سورۂ ہود میں ارشاد فرماتا ہے۔ فاستقم کما اُمرت ومن تاب معک ولا تطغوا انہ بما تعملون بصیر۔ ترجمہ۔ سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھکو حکم ہوا۔ اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ وہ دیکھتا ہے جو تم کر رہے ہو۔

(۱) پس تو استقامت کر جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ یعنی جس چیز کا تجھے جس طرح حکم ہوا ہے تو اسی پر ٹھیک مستقیم رہ۔ ومن تاب معک۔ اور ہر وہ بندہ بھی مستقیم رہے جس نے تیرے ساتھ توبہ کی۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو اپنی اور اپنے رسول مقبول کی مخالفت سے توبہ کر کے استقامت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ لازم ہے کہ انسان ہر بات میں خداوند کریم ہی کیطرف رجوع کرے۔ اس آیت شریف میں ایک لطیف اشارہ ہے۔ اسلئے کسی انسان کو اپنی عقل نارسا کے بھروسے پر یہ گمان نہ کرنا چاہئے۔ کہ یہ حکم صرف جناب سرور کائینات کی ذات ستودہ صفات کے لئے دیا گیا ہے۔ بلکہ حضور انور کو تو اس بات کا علم بذریعہ وحی پورا پورا اعطا کیا گیا تھا۔ خداوند کریم نے اس انمول اور بیش بہا زیور استقامت سے جناب سرور کائنات کو ازل سے ہی آراستہ پیراستہ کیا ہوا تھا۔ کمال شفقت کیوجہ سے اُس ذات پاک نے اس حکم میں اپنے ان بندگان کو (جنہوں نے سرورِ دو عالم کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا تھا۔ اور ڈالا ہوا ہے) بھی شریک کر دیا ہے۔ بعض فرقہ ہائے ضالہ معتزلہ وغیرہ نے اس کے برخلاف خیال کیا۔ جس کا نتیجہ گمراہی اور خسران مبین کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ اگر صرف یہ حکم حضور انور کی ذات پاک سے مخصوص ہوتا تو یوں ارشاد ہوتا۔ فاستقم انت ومن تاب معک کما اُمیرتم۔ ترجمہ۔ تو استقامت اختیار کر اور جن لوگوں نے تیرے سامنے وحدانیت کا اقرار کیا تھا۔ جیسا کہ تم حکم دیئے گئے ہو۔

(۲) شیخ امام عماد الدین ابن کثیر نے فرمایا ہے۔ کہ اس آیت میں رب العالمین نے اپنے رسول علیہ السلام اور مومنین کو استقامت پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا ہے۔ قیاس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم تاکیدی ہے۔ کیونکہ حضور انور صلعم کی ذات اقدس کے سوا دوسرا کون ہے۔ جو استقامت کا دعوےٰ کرے۔ نمازوں میں اھدنا الصراط المستقیم کے مفہوم میں اسی بات کی تعلیم دی گئی ہے۔ استقامت کی اہمیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ دن رات میں پانچ دفعہ ہر ایک مومن مسلمان کو یاد دلایا جاتا ہے کہ اے میرے بندو استقامت پر ثابت قدم رہو پس ثابت ہوا۔ کہ استقامت از حد ضروری و اہم ہے جس کے حصول کا ذریعہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عبادت ہے۔ ہر ایک بشر کو لازم ہے کہ وہ سیدھے راستے یعنی شریعت مصطفوی پر استقامت اختیار کرے۔ یومنون بالغیب میں بھی استقامت کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۳) بندہ نے پیشتر ازیں تحریر کیا ہے۔ کہ یہ حکم تاکیدی ہے۔ اس بات کو وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے اگر کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کو تم حتیٰ اتی کا حکم دے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کھڑا رہ جب تک کہ میں آؤں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ جس شخص کو کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ حقیقت میں پہلے ہی سے کھڑا ہے صرف تاکیدی طور پر اُسے کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پیشتر ہی سے استقامت پر ثابت قدم تھے۔ بات کچھ اور ہے دراصل خداوند کریم نے اپنے پاک اور برگزیدہ بندوں کو اس آیت کے ذریعے سے استقامت کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ من تاب معک سے ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور آنحضرت کا ارشاد پاک ہے۔ صلو کما رایتمونی صلی۔ یعنی اے وہ لوگو جو میری اطاعت کرتے ہو۔ نماز پڑھا کرو۔ جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۴) حضرت امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ استقامت کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ ٹھیک ایسے کام پر ثابت قدمی سے جم جائے۔ جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے۔ اور کوئی ایسا بدکام نہ کرے جس سے اُسے منع کیا گیا ہے اے انسان تیری حالت مکار اور حیلہ باز لومڑی کی سی نہ ہو۔ جب

مومن بندہ دنیا سے روگردانی کرکے آخرت کو برحق جان لیتا ہے اور اسکا نفس نماز بے وسواس کے طفیل عشق الٰہی سے منور ہو جاتا تو وہ اس دنیائے دوں کی نفسانی خواہشات سے منہ موڑ کر اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ پھر وہ احکام الٰہی میں چون وچرا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی وہ احکام خداوندی کی جھوٹی تاویلات اپنے نفس امارہ کی خواہشات کے مطابق کرتا ہے۔ ایسی حالت میں کہا جاسکتا ہے کہ استقامت جیسی بے بہا چیز اُس بندہ کے نفس میں مرکوز ہو گئی ہے۔ ایسی استقامت نفس وشیطان کی مخالفت اور فانی خواہشات کے ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ نفس و شیطان ہر وقت بندہ کو گمراہی کی تعلیم دیتے ہیں۔ جو کہ نسبتاً مرغوب بھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندۂ گنہگار استقامت سے گریز کرتا ہے اور یہ بات اُس کے نفس سرکش پر شاق گذرتی ہے اگرچہ استقامت کے طفیل اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے جو انعامات اُسے حاصل ہوتے ہیں وہ کسی بشر کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتے۔ استقامت کا جوہر بے بہا اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور تابعین کو حضور انور سرور دوعالم کی صحبت کی بدولت بدرجۂ کمال میسر تھا۔ اس سے دوسرے درجہ پر اولیائے کرام وصوفیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور تیسرے درجہ پر مومنین کو علےٰ قدر مراتب تا قیام قیامت حضور پاک کے اس فیض کا حصہ ملتا رہے گا۔

(۵) ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سخت وشاق کوئی آیۃ نہیں گذری بعض اکابر اولیاء ؒ نے حضرت سرور دوعالم کو خواب میں دیکھکر عرض کی۔ یارسول اللہ فداہ امی وابی آپ سے جو یہ روایت کی جاتی ہے شیبتنی ہود یعنی مجھے سورہ ہود نے بڑھا کر دیا۔ فرمایا درست ہے عرض کی یارسول اللہ کس آیۃ سے آپکی یہ حالت ہوئی۔ فرمایا فاستقم کما امرت سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ جب یہ آیہ نازل ہوئی۔ تو حضور نے لوگوں سے فرمایا۔ شمروا شمروا۔ یعنی دامن سمیٹ کر کمر باندھ کر مضبوطی سے آمادہ ہو جاؤ۔

منقول ہے کہ بعد نزول اس آیۃ کے حضور کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا۔ ابومسعود نے لکھا ہے کہ یہ حکم تمام اصلی اور فرعی احکام اور اعتقادی وعملی کمالات کو جامع ہے۔ اسلئے اس کا پورا کرنا بہت ہی دشوار

ہے۔ سفیان ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایسی بات بتا دیجئے۔ کہ آپ کے بعد کسی سے مجھے کچھ پوچھنے کی حاجت نہ رہے حضور نے فرمایا قل آمنت باللہ یعنی کہ تو کہ ایمان لایا میں اللہ پر بعد ازاں فاستقم فرمایا۔ یعنی اس بات پر استقامت اختیار کر رواہ مسلم فی صحیح بیضاوی شریف میں منقول ہے کہ استقامت عقاید و اعمال ہر دو نو کو شامل ہے۔ چنانچہ عقاید میں استقامت تو یہ ہے کہ انسان اعتقادات میں خالق عزوجل کی مشابہت کسی مخلوق سے نہ کرے اور نہ ہی جاہل اور بے وقوف فلاسفہ کی مانند اس کی شان میں تعطیل کا اعتقاد رکھے۔ جیسا کہ بعض گمراہ مذاہب اور فرقہائے باطلہ کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ایک عضو معطل کی مانند ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اعمال میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال اختیار کرے۔ جیسا کہ ارشاد ہے خیر الامور اوسطہا فلا تطغوا جو حد اللہ نے مقرر کر دی ہے اس سے بھی تجاوز کرے۔ یعنی جو کچھ خدا اور رسول نے فرمایا ہے وہ کرے۔ اور جس سے منع کیا ہے اُس سے باز رہے۔ انہ بما تعملون بصیر بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھتا ہے پس اگر استقامت پر ثابت قدم رہو گے تو اس کا اجر بیش از بیش ملیگا۔ اگر سرکشی اختیار کرو گے تو اسکی سزا پاؤ گے۔ ماسوا اس کے کہ تم استفسار سے اپنے رب کو راضی نہ کر لو گے۔

(۶) جمیع علمائے امت اسی بات پر متفق ہیں کہ ایمان کا اعتقاد فرض ہے۔ یعنی انسان خوب یقین کرتے کہ اس کا ایک خالق و معبود ہے جو واحدہٗ لاشریک ہے اور جس کی عبادت کرنی ہر فرد بشر کا فرض ہے اور ماسوا اُس کے سب مخلوقات عاجز ہے کوئی چیز اسکی مثل نہیں ہو سکتی سمیع بصیر رزاق وغیرہ بہت سی صفات سے متصف ہے دیکھتا ہے۔ مگر ہماری طرح آنکھوں سے نہیں سنتا ہے۔ مگر ہماری طرح کانوں سے نہیں سنتا خلاصہ یہ کہ سماعت و بصارت وغیرہ کے لئے اُسے انسان کیطرح آنکھ۔ کان وغیرہ کی حاجت نہیں ہے اور اس کا یہ اعتقاد کسی عالم سے کہنا یا سننے سے نہ ہو۔ بلکہ وہ دل سے اس بات کا یقین رکھتا ہو۔ اگر انسان کا کوئی کام نہ بن سکے تو یہ یقین نہ کرے۔ کہ اگر میں یہ تدبیر کرتا تو میرا یہ کام سرانجام پذیر ہو جاتا۔ بلکہ اس کا ایمان ہو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا۔ تو وہ مجھے ایسی تدابیر بتاتا جن کے عمل میں لانے سے میرا یہ کام اس طرح پر انجام پاتا۔ تو کہا جائے گا۔ اس شخص کو استقامت حاصل ہے۔ خلاصہ

مطلب یہ کہ خداوند کریم کے سوا کسی مخلوق کو قدرت والا خیال نہ کرے بعض ناقص الایمان لوگوں کو اپنی تدابیر اور دوسروں کی امداد پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ جان لینا چاہئے۔ کہ اِن بے ہودہ لوگوں کو اِستقامت سے کچھ بھی بہرہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اے لوگو کاش و اگر کا دروازہ کھول کر شیطان کو قابو مت دو۔ مطلب یہ ہے کہ اِنسان کو لازم ہے کہ وہ اسطرح کی باتیں منہ سے نہ نکالے۔ کہ کاش اگر میں یوں کرتا تو اسطرح ہوجاتا۔ یعنی میرا مقصد حاصل ہوجاتا۔

(۷) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ مومن خداوند تعالےٰ کی وحدانیت اور صفات پر ایمان رکھے اور زبان سے بھی اقرار کرے بعدازاں اس پر استقامت اختیار کرے اسکی نظر اسباب پر نہ ہو۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ کرے کہ اِنسان خداوند تعالےٰ اجل شانہٗ کی بتائی ہوئی تدابیر کو چھوڑدے کیونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اور ظاہری تدابیر کو ترک کرنے سے یہ امتحان اور بھی سخت ہوجاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میرا رزق مقدر بغیر حیلہ کے مجھے مِل جائے گا۔ اُسے کیا معلوم ہے شاید اس کے مقدر میں یہ لکھا ہوا ہو کہ فلاں شخص اگر کسب حلال سے روزی کو تلاش کریگا۔ تو اِتنے دن بھوکا رہ کر مرجائیگا۔ اِنسان کا فرض ہے کہ کسب حلال سے اُسے جو کچھ میسر ہو اسکو خداوند تعالےٰ کی نعمت خیال کرے۔ ہاں اگر خلاف شرع کوئی کام کرے تو وہ حرام ہے اور جاننا چاہئے کہ خداوند تعالےٰ کی صفات میں وہم وگمان کو دخل نہ دے کیونکہ اُسکی ذات پاک قیاس وہم گمان سے مبرا و منزہ ہے ؂

بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ نے اِس آیتہ سے استدلال کیا ہے کہ نص کی موجودگی میں قیاس گمان جائز نہیں یہ بات فاستقم کما امرت سے ثابت ہے اور لا تطغوا سے بھی ثابت ہے کہ خدا اور رسول پاک کے احکام سے سرکشی کرنا اپنے آپ کو صحیح گمراہی اور تباہی میں ڈالنا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں سے ایک جماعت کو جس نے ہمیشہ روزے رکھنے اور جاگتے رہنے کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ ایک دفعہ حضور نے اپنے روبرو منع فرماکر ارشاد کیا کہ میں تم سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا علم رکھتا ہوں۔ اور سب سے زیادہ خائف ہوں درحالیکہ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ سوتا بھی ہوں اور جاگتا بھی ہوں تم کو میری پیروی کرنی لازم ہے۔ ہر ایک بات میں افراط تفریط کرنا منع ہے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ شریعت کے اوامر ونواہی بندوں کی تہذیب کیلئے ہیں ورنہ اس ذات پاک کو ہماری عبادات اور طاعات کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ اور اسکی عظمت

پنجابی نظم

ذیل کی نظم ہمارے لایق و قابل محترم دوست حافظ میر سعید احمد صاحب امرتسری نے امسال جلسہ انجمن خدام الصوفیہ کے موقعہ پر سنا کر حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا تھا۔ اب استفادہ ناظرین کی خاطر درج رسالہ کی جاتی ہے ؛ ملاحظہ ہو۔ (ایڈیٹر)

کدی تاں سن افسانا ۔ علیپور والیا چھیل جوانا

عشق تیرے تے کملیاں کیتا جد دا پریم پیالہ پیتا مست ہویا میں دیوانا علیپور والیا چھیل جوانا

لئد اپنے کول بلاویں میں عاجز نوں سینے لاویں ترس ترس مر جانا علیپور والیا چھیل جوانا

پہلے ہس ہس اکھیاں لاایں بنچو کہہ کہہ ار مکایاں ہن کیوں مکھ چھپانا ،، ،،

نیہوں لا کے نا مکھ ہن موڑیں لرلگیاں دی آس نہ توڑیں لایاں تے توڑ نبھانا ،، ،،

سید ایسی شمع جگائی دو ہیں جہانیں ہوئی روشنائی عالم اک پروانا ،، ،،

نقشبند نے باغ لگایا باباجی نے پانی پایا سید خوب سجانا ،، ،،

در تیرے دی خاک شفاہیں جاتی کر کے خاک شفائیں بھر بھر اکھیں لانا ،، ،،

دکھاں درداں پایا گھیرا ہور میں کیہڑا ہاواں پھیرا تیرا جدوں کہانا علیپور والیا چھیل جوانا

رحم سعید تے کر ہن سائیاں دتیاں ہوناریاں ودن سوایاں

درد ملے ایہو چاہنا علیپور والیا چھیل جوانا

خاکسار سعید عفی عنہ

مسدس

(بجناب سندیلوی)

یہ مسدس مولانا مولوی محمد خوب صاحب نقشبندی مجددی احمد آباد دکن سے بھیجتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ عالیجناب حضرت قبلہ عالم علی پوری کی تشریف آوری کے موقعہ پر ایک بار طریقت المتخلص بجناب سندیلوی نے پڑھ کر یاران طریقت کو مستفید کیا تھا۔ درج رسالہ کر کے دیگر یاران طریقت کو بھی محظوظ کیا جائے چنانچہ حسب فرمایش مولانا صاحب مذکور درج رسالہ کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(ایڈیٹر)

کیوں نہ یہ طالع خفتہ مرا بیدار بنے　　کیوں نہ ہر ایک عدو دل سے مرا یار بنے
کیوں نہ اجڑا ہوا اب گھر مرا گلزار بنے　　کیوں نہ دیوانہ ہر اک طالب دیدار بنے
جتنے آئے ہیں یہ سنکر بخوشی آئے ہیں
پھر دوبارہ قدم نور نبی آئے ہیں

شکریہ کے لئے منہ لائیں کہاں سے بخدا　　ہم غلاموں پہ ہے انبار وہ احسانوں کا
موئے تن سے ہوں اگر لاکھ زبانیں پیدا　　شکریہ پھر بھی نہ ہو آپکا واللہ ادا
اس عنایت پہ دل و جان سے قربان ہیں ہم
اور شاہد ہے خدا کشتۂ احسان ہیں ہم

آپ ہیں سبط نبی ابن علی جان بتول　　آپ ہیں بھر دیئے اللہ نے اوصاف رسول
آپکے در سے شرف ہوتے ہیں ہر اک کو حصول　　اسقدر بارگہ حق میں ہوئے ہیں مقبول
ہر گھڑی آٹھ پہر بھیڑ لگی رہتی ہے
آپ کا در ہے کہ مخلوق پڑی رہتی ہے

منبع جود و کرم بحر عنایات ہیں آپ　　معدن علم و عمل نور ہدایات ہیں آپ

دافع رنج والم قاطع بدعات ہیں آپ
آل اطہار نبی سید سادات ہیں آپ
جو پھرا آپ سے مردود خدا کہلایا
بادشاہ آپ ہی کے در کا گدا کہلایا

مانگنے والے سے پوچھے کوئی کیا دیتے ہیں
دولت دیں سے غنی آپ بنا دیتے ہیں
روتا آتا ہے جو کوئی تو ہنسا دیتے ہیں
اور گمراہ کو رستے پہ لگا دیتے ہیں
یہ تو کچھ ادنے سے اوصاف شہ والا ہیں
ان سے بھی آپکے اوصاف کرم اعلےٰ ہیں

ایک سے ایک ادا آپکی بڑھکر پائی
کوئی ایسی نہیں جسمیں نہ ہو دل آویزی
آپکے حسن خداداد کی پوچھے نہ کوئی
جس کو دعوے ہو ذرا سامنے آجائے ابھی
میرا ذمہ نہ اگر وہ ابھی ایسا ہو جائے
یا تماشائی ہو یا خود ہی تماشا ہو جائے

یا الٰہی یہ اسیطرح سے آئیں جائیں
سب کو تلقین ترے دین کی بس فرماویں
اور گمراہوں کو پھر راہ تیری دکھلائیں
منکر دین رسول عربی شرمائیں
سایہ شاہ جماعت یہ جماعت کو ملے
خضر کی عمر یہ سرکار جماعت کو ملے

ہاں خطاوار گنہگار سیہ کار ہوں میں
شرم آتی ہے کہ ناکارہ و بیکار ہوں میں
جو سزا چاہیں یہ دیں مجھکو سزاوار ہوں میں
ہر طرح آپ پہ مرمٹنے کو تیار ہوں میں
کاش بیتاب یہ پوری مری حسرت ہو جائے
خاک وقف قدم شاہ جماعت ہو جائے

عرضداشت - ناظرین! اترقیٔ اشاعت رسالہ کیطرف خاص طور پر خیال فرماویں

میدان ارتداد کے دردانگیز حالات

حضور قبلہ عالم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید جماعت علیشاہ صاحب مدظلہم تیسرا وفد آگرہ روانہ کرنے کے بعد دربار شریف علی پور میں مراجعت فرما ہوئے اور حسب عادت تشنگان دیدار کا ایک جم غفیر سیالکوٹ سے حضور کی قدمبوسی کیلئے وہاں پہنچ گیا۔ چنانچہ گذشتہ اتوار ۲۰ جون کو حضور کے خدام دو سو کے قریب موجود تھے بعد نماز مغرب حضور نے کلمات طیبات سے اپنے سامعین کو مستفیض فرمایا چونکہ حضور کے خطبہ کا موضوع ایک عالمگیر دلچسپی رکھتا ہے اس لیئے اسے حوالہ قلم کر کے دنیا بھر کے درد آشنا دلوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

حضور نے پہلے وفود کی ترتیب کی نسبت فرمایا کہ میں آج تک تین وفد روانہ کر چکا ہوں۔ ہر وفد کا بیشتر حصہ راجپوتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اپنے عمل سے خود اپنی برادری کے لیئے اسوہ حسنہ کا کام دیتے ہیں اور صداقت اسلام کی زندہ دلیل ہیں۔ باقی مولوی ہیں جو علم دین سے واقف ہیں اور میرے ہر وفد کیساتھ ایک ڈاکٹر یا ایک یونانی حکیم بھی بھیجا جاتا ہے۔ تو گویا ہر وفد میں غذائے روح اور داروئے بدن ہر دو امور موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ہر وفد کیساتھ ایک خیمہ بھی دیا گیا ہے تاکہ اہل وفد اہالیان آگرہ کے لیئے کسی نہج سے بار خاطر نہ ہوں۔ اور یہ تجربہ نے بتادیا ہے کہ یہ احتیاطیں بیجا یا زاید از ضرورت نہ تھیں۔ کیونکہ مقامی لوگوں نے ہمارے وفود کی اس قدر مخالفت کی ہے جو ہمارے وہم و خیال میں نہ تھی یہ کسے خیال تھا کہ تجارت پیشہ لوگ جن کا مطمح نظر اور مقصد زندگی محض جلب منفعت اور حصول زر ہوتا ہے وہ اس قدر قربانی کے لیئے تیار ہو جائیں گی کہ نفع دنیا پر محض مخالفت اسلام کی خاطر لات ماریں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا ہی ہوا ہمارے وفود کو مقامی دکانداروں نے رسد دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ اہالیان وفد نے خود دس روپیہ سیر آٹا خریدنے کی آمادگی ظاہر کی۔ مگر انہوں نے پھر بھی رسد دینے سے انکار کیا۔ ہمارے علما اور ان کے وابستگان کو دو دن تک فاقہ کرنا پڑا۔ دو دن کے بعد آگرہ سے جو ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے آٹا پہنچا۔ تو پھر ان مسافروں کو دو دن کے بعد کھانے کی شکل دیکھنی نصیب ہوئی۔ مگر الحمد للہ

کہ ہمارے علما اور ان کی جماعت نے محض اپنے دیرینہ بھائیوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی خاطر یہ سب تکالیف بلا شکایت برداشت کیں اور ہمت نہیں ہاری۔ اور میرے سب یاروں کو بھی ہمت بلند رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ زمانہ تاریخ شاہد ہے۔ کہ جس کار خیر کی زیادہ مخالفت کی گئی۔ اسی کو زیادہ کامیابی نصیب ہوئی۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ جس شہر میں لوگوں نے میری زیادہ مخالفت کی اسی شہر کے باشندے زیادہ مستفیض ہوئے۔ اب بھی مخالفت سے نہ گھبرائیں اور توکلت علی اللہ اپنی دھن میں لگے رہیں انشاءاللہ کامیابی ہوگی اور ضرور ہوگی۔ یہ امید محض امید موہوم نہیں۔ کیونکہ ہمارے وفود کو جس قدر کامیابی ہوئی ہے اس قدر کامیابی دوسرے وفد کو نہیں ہوئی۔ کیونکہ ممبران وفد سب کے سب ان کے ہم قوم و ہم زبان ہم لہجہ و ہم لباس ہیں صاحبان عزت واثر ہیں۔ رسالدار جمعدار اور صوبیدار پنشنر ہیں۔ اور ملکانہ راجپوتوں کے رشتہ دار ہیں۔

ستم تو یہ ہے کہ یہ مخالفت محض طبقہ سنجارنک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ ریاست بھرتپور کے اعمال نے وہ شور اشوری دکھائی کہ الامان۔ اور ریاست بھرتپور نے یہ قانون پاس کردیا ہے کہ ملکانہ راجپوتوں میں سے جو مرتد نہ ہو وہ پانصد روپیہ نقد داخل خزانہ ریاست کرے۔ ورنہ مجبوراً اُسے اُسے شکار ارتداد ہونا پڑے گا۔ علاوہ بریں بے بس عورتوں پر جو بزدلانہ مظالم توڑے گئے وہ بھی اخباروں نے دنیا کے پیش نظر کردیا ہے۔ نابالغ بچوں کو ان کے والدین سے جدا کردینا اور مکان میں بند رکھنا۔ بالغ عورتوں پر تشدد کرنا۔ مارپیٹ کرنا فاقے دینا۔ اُف

ہو رہے ہیں جو رہفت افلاک کے امتحان میں ایک مشت خاک کے

یہ ایسی دردبھری کہانیاں ہیں کہ ان کے دھرانے کا بھی حوصلہ نہیں پڑتا۔ ان مظلوموں کا حال کہتے ہوئے زبان سر سر قت ہو جاتی ہے۔ اس لیئے میں زیادہ آپ کا دل نہیں دکھاتا۔ لیکن ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ جہاں صنف لطیف اپنے ایمان و خدا کی خاطر اس قدر مصائب برداشت کر رہی ہیں تو مردوں کو کیا کچھ نہ کرنا چاہیئے۔ شرم کی بات ہوگی۔ کہ عورتیں تو اپنی جان پر کھیل جائیں اور مرد چار دمڑی کے پیسہ سے دریغ کریں۔ افسوس ہے کہ عورتیں تو اپنے مذہب کے قیام

کی خاطر تمام ناگواریاں گوارا کریں۔ اور مرد اپنی کمائی سے پس انداز شدہ کو بھی چھپاتے پھریں۔ یہ موقعہ جی چرانے کا نہیں ہے۔ تین وفود جا چکے ہیں۔ جنکا خرچ مبلغ تین ہزار روپیہ کے قریب ماہوار ہے۔ اور مزید وفود بھیجنے کے لیئے طیار ہوں۔ اس وقت کچھ کوئی خرچ کرے گا وہ گویا بہشت کی قیمت ادا کر رہا ہے۔ وہ کون ہے جو ایسے سستے داموں بہشت خریدنے سے اغماض کرے۔ اس لیئے سب یاران طریقت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے شہروں و قصبوں میں جاکر اس کارخیر میں شامل ہونے کے لیئے تحریک کریں۔ اور چندہ فراہم کر کے اس میں صرف کرے۔

آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہارے یار طریقت مولوی شیخ رحمت اللہ صاحب سیالکوٹی کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے سمجھانے سے خدا کے فضل سے بیس مرتد شدہ راجپوت نے ارتداد سے توبہ کی ہے۔ اور مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ ارادہ تو یہ تھا کہ ملک کے ہر ایک حصہ سے علیحدہ علیحدہ وفود میدان ارتداد میں بھیجوں۔ مثلاً دکن۔ میسور۔ بنگال۔ پشاور۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ احمد آباد وغیرہ۔ مگر ان خطوط سے جو میدان ارتداد سے آرہے ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہاں وفود راجپوتان کو بھی زیادہ کامیابی ہو رہی ہے۔ اس لیئے سردست اس ارادہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ اس لیئے ہم تمام یاران طریقت کا بالخصوص اور جملہ مسلمانان کا یہ فرض اولین ہے کہ وہ مبلغین میدان ارتداد کے مصارف کے لیئے روپیہ بسعی جمیلہ فراہم کریں۔ اور یاران طریقت روپیہ فراہم کر کے علی پور شریف میں بنام صاحبزادہ محمد حسین صاحب امین انجمن خدام الصوفیہ روانہ کریں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ایسے نیک کام میں امداد دینے والے کو دین و دنیا میں ہر ایک آفات سے اپنے حفظ و امن میں رکھے گا۔ اور بعد مرنے کے ایمان سلامت رکھکر کے جنت نصیب کریگا۔

(محمد کرم الٰہی وکیل)

انسداد فتنہ ارتداد

وفد فرستادہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کی تیسری اطلاع

ہمارے آقا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قبلہ جان وکعبہ ایمان پیرو مرشد حضرت قبلہ عالم حاجی حافظ پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری روحی فداہ کی دردبھری تقریر مبارک کا جو حضور انور نے علی پور شریف کے جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی یہ اثر ہوا ہے کہ متعدد وفود کافی تعداد میں آچکے ہیں۔ اور اب تیسرا وفد بھی آگیا ہے۔ اس وفد میں حاجی نبی بخش صاحب و قاری فضل الدین صاحب و مولوی ظہور علی شاہ صاحب لنگائی ضلع گورداسپور خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ باقی حضرات راجپوت ضلع روہتک کے ہیں۔ ان حضرات کو علاقہ گڑگانوہ تحصیل پلول کے دیہات اور علاقہ ریاست الور کے دیہات موضع نسی وغیرہ کی جانب برائے تبلیغ وتدریس روانہ کر دیا ہے۔ ہمارے وفود کے جس قدر اراکین راجپوت صاحبان تشریف لائے ہیں۔ اون میں بہت سے اصحاب ذی اثر صاحب عزت ووجاہت ہیں اور دینوی حیثیت بھی اچھی رکھتے ہیں۔ جو با اثر شخصیت رکھنے کے علاوہ انسداد فتنہ ارتداد میں شب وروز محنت وجانفشانی کے ساتھ عملاً اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ان حضرات راجپوتوں کو سرکار علیپوری روحی فداہ کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ دوسری یہ کہ ان میں قومی راجپوت ہونے کا جوش و ہمدردی ہے اور چونکہ جن لوگوں کی تبلیغ کے لیئے یہاں آئے ہیں۔ وہ بھی تقریباً راجپوت ملکانہ ہیں۔ اسواسطے ان حضرات کی تبلیغی کوشش زیادہ موثر اور مفید ثابت ہو رہی ہے۔ علاقہ آگرہ و متھرا و علی گڈھ وایٹہ وغیرہ جہاں جہاں اشدھی کا موقعہ ہوا ہے۔ اور یہ حضرات وہاں پہنچے ہیں۔ تو جو کام دوسرے مبلغین سے مہینوں میں ہوا ہے وہ ان حضرات نے ایک دن میں کر کے دکھا دیا ہے بسا اوقات تو قطعاً انکی کوششوں سے اشدھیاں بند ہو چکی ہیں۔ اور بعض دفعہ جو بڑی تعداد مرتد ہونے والی تھی وہاں مشکل سے چند افراد اشدھی ہوئے ہیں۔ بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ حضرات مرتد ہونے

والوں کے برادرانہ طریقہ سے ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اور اپنی قومی کاروبار لگا ہے جس سے بڑی رکاوٹ ہوگئی ہے۔ لیکن جو مال کہ طمع میں اندھا ہو چکا تھا۔ وہی مرتد ہوا بہر حال شدھی کے کام میں بہت کمی ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ گرم بازاری رو بہ تنزل ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ اکثر قارئین کرام کو ہمارے وفود کثیر التعداد کی کارگذاری اخباروں میں کم نظر آتی ہوگی۔ اور بعض بعض احباب اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے وفود کی کارگذاری کی اطلاعیں اخباروں میں کم شایع ہوتی ہیں اگرچہ ہم اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے کہ ہم غلامان سرکار علیپوری تصوف کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں جو کام کرتے ہیں فی سبیل اللہ کرتے ہیں ؎

این مدرسہ نیست جائے آواز ‎ ‎ از سینہ بہ سینہ مے رسد راز

تاہم بھی ہم نے پیشتر دو مختصر رپورٹیں شایع کرادی ہیں۔ اور اب بھی مستفسرین کے اطمینان خاطر کے لئے اطلاع ہذا تحریر کی جاتی ہے۔ یہاں ہر اہل اسلام کی مختلف انجمنیں آئی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک کام اپنی اپنی کوشش و کارگذاری میں سرگرم ہیں۔ ادہر مخالفین مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے دریغ نہیں کرتے۔ ادھر غریب ملکانے ہیں۔ جو دشمنان دین کے مکر و فریب میں آجاتے ہیں کہ ان کی حالت نہایت خستہ و افلاس میں ہے فوراً دنیوی لالچ میں آکر ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں اور بغت میں شکار ہو جاتے ہیں۔ بقول شخصے

پڑ گئی کشمکشی میں تیرے بیمار کی جان ‎ ‎ دیکھیے معرکہ کس شغل کے یہہ ہات رہے

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں دم لیکے ٹلوں ‎ ‎ سر بہ سجدہ ہے مسیحا کہ مری بات رہے

جو لوگ مرتد ہوتے ہیں وہ ملکانوں میں نہایت ہی ذلیل خیال کئے جاتے ہیں۔ ان کو برادری سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ کوئی برادری کا آدمی ان سے خورد و طعام نہیں کرتا۔ ایسے لوگ بہت ہی ذلت سے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور پریشان رہتے ہیں۔ ہمارے اراکین وفد کو ایک خواندہ نو مرتد سمی تاج خاں نمبردار ساکن بسکندرہ سے جس کے مرتد ہونے پر آریوں کو بڑا فخر ہے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اور جب اس سے دریافت کیا گیا کہ تم شدھی کیوں ہوگئے۔ اسلام میں معاذ اللہ تم نے کیا برائی دیکھی تو اس نے

یہ بات کہی کہ اسلام سچا ہے اور میں مسلمان ہوں کلمہ شریف درود شریف پڑھتا ہوں تم بیفکر رہو جب میں مروں تو مجھکو دفن کرنا مجھے آگ میں نہ جلانا۔ بلکہ یہاں تک صورت ہے کہ السلام علیکم کے بعد مصافحہ کے وقت درود شریف بھی پڑھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ دنیا کھائیے مگر سے روٹی کھائیے شکر ہے۔ لیکن جب کہا جاتا ہے کہ جنوٴ کو توڑ ڈالو یہ کیوں پہن رکھا ہے تو کہتا ہے کہ جلدی نہ کرو ابھی ٹھیرو میں خود جامع مسجد میں چل کر مجمع عام میں توڑ ڈالونگا۔ ایسی حالت کو دیکھکر ہر شخص اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ اس ارتداد کا باعث صرف دنیوی لالچ ہے کہ آدمی اسکی وجہ سے طوق لعنت کو گلے میں ڈال رکھنا بھی گوارہ کر لیتا ہے۔ بہرحال مسلمانوں کو یہ کب گوارہ ہو سکتا ہے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے گلے میں کفر کی رسی پڑی ہوئی دیکھے اور وہ خاموش رہے۔

اگرہ سکندرہ۔ موضع سکندرہ میں جس روز شدھی ہوئی ہے اُس سے ایک روز پیشتر ہمارے اراکین وفد حافظ صالح محمد صاحب جمعدار سلیمان خان صاحب فیض محمد خان صاحب وغیرہ جناب مولانا مولوی ابوالمعالی آزاد گل صاحب کا خیل سرحدی رکن وفد جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی مدظلہ کے ہمراہ سکندرہ تشریف لیگئے تھے مولانا صاحب موصوف مسمی تاج خان نمبردار کو اپنے ہمراہ موضع سلطان پور متصل اگرہ میں لے آئے تھے جہاں پر اسکے رشتہ داران ہیں اگرہ سے حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری صدر وفد جماعت مبارکہ بریلی بنفس نفیس خود وجناب مولوی سید احمد صاحب مفتی اگرہ رکن جماعت مبارکہ معہ دیگر اراکین اور ہماری جماعت مبارکہ سے حضرت حاجی مولانا مولوی امام الدین صاحب رای پوری امیر وفد معہ اراکین وفد ہذا سلطان پور تشریف لیگئے اور یہ خاکسار بھی ہمراہ گیا تھا۔ تاج خان نمبردار کو ہر طرح سے سمجھایا گیا تھا۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر کیگئیں اسکے رشتہ داران نے بھی خوب سمجھایا۔ اُسوقت تاج خان نے پختہ اقرار کر لیا تھا۔ اور سب صاحبان کی اچھی طرح تسلی کر دی تھی اور اطمینان دلا دیا تھا کہ میں مسلمان ہوں ہرگز شدھ نہیں ہوگیا تم بیفکر رہو۔ اور رات کو پنچایت میں شامل ہوکر دوسرں کو بھی روکوں گا۔ مگر گھر جانے ہی کوئی ایسی بلا اسکے سامنے آئی کہ اُس کے خیالات تبدیل ہوگئے رات کو بھی اراکین وفد وہاں رہے اور دوسری شدھی کے روز بھی ہمارے اراکین وہاں موجود تھے۔ لیکن جب شدہ ہوا ہے تو آریوں نے اسکو کوٹھڑی میں علیحدہ طور پر پوشیدہ شدھ کیا ہے تاکہ ہمارے اراکین راجپوت سے یہ شخص ملنے نہ پاوے ہر چند انتظار کیا گیا کہ تاج خاں باہر آوے تاکہ اُس سے گفتگو کی جائے اور اسکو شرمندہ کیا جائے کہ اُس پختہ اقرار کیا

تھا لیکن وہ مطلقاً باز نہیں آیا تاہم جس قدر رشتہ داری تھی ان کو روکنے میں کوشش کیگئی اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس گاؤں میں اشدھی کیلیے تقریباً دو سو
اشخاص نے حجامت کرائی تھی جس میں تاج خاں نمبردار اور صرف چھ آدمی اسکے کنبہ کے مرتد ہوئے ہیں باقی کوئی مرتد نہیں ہوا ہے
اور مرتد شدہ بھی ایسی حالت میں ہیں ہمارے کارکن فدا محمد عبد الرحمن خان صاحب منشی کرم علیخاں وغیرہ مرتد شدہ اشخاص وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور
ملکانوں سے اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ اسی جگہ رہیں کیونکہ ان کی موجودگی میں آریوں کو بھگانے کا موقعہ نہیں ملتا ہے سکندرہ میں بڑا جشن
اشتہار بھی بقدر ضرورت تھا کہ اہل ہنود کا تقریباً ایک ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور موٹریں اور تانگے برابر سکندرہ کی سڑک پر جاری تھے تمام پلیٹ
فارم مرد اہل ہنود سے پر ہوگیا تھا - ادھر ہمارے بھائی مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں پڑے سو رہے ہیں اور ابھی تک آنکھ نہیں کھلی ہے -

علاقہ متھرا موضع رونڈی میں انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کیطرف سے مدرسہ کھولا ہوا ہے جہاں پر منشی نصیب خان صاحب جن کو حضور اقدس
سرکار علیپوری کی غلامی کا فخر حاصل ہے معلمی کا کام کر رہے ہیں یہ صاحب دن میں بچوں کو تعلیم دیتے ہیں رات کو نماز سکھلاتے ہیں اس خاکسار
کو بھی کام دیکھنے کا اور بچوں کے سبق سننے کا اتفاق ہوا ہے کام نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہے - اس گاؤں میں ٹھاکر مولا داد خاں
صاحب ایک معزز اور قابل شخص جو ہر طرح سے امداد فرماتے ہیں -

دوسرا مدرسہ موضع گولہ سہار میں جاری ہے جس میں محمد شفیع صاحب کام کر رہے ہیں انشاءاللہ جلدی ترقی ہوجائیگی

موضع نوگانواں میں ہماری انجمن خدام الصوفیہ سرکار علیپوری کیجانب سے ایک شفاخانہ کھولا ہوا ہے اسمیں روز بروز نہایت
ترقی ہو رہی ہے اور روزانہ مریضوں کی اوسط تقریباً ۱۰۰ ہے یہاں پر نہایت عمدگی سے مریضوں کو دیکھا جاتا ہے اور ان کا
علاج کیا جاتا ہے بڑے بڑے اپریشن کئے جاتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ جلد صحت ہوجاتی ہے اگرچہ اس شفاخانہ کا خرچ زیادہ لیکن اسکا
فائدہ بھی بہت بڑا ہے کہ اس علاقہ کے گرد و نواح میں کوئی شفاخانہ نہیں ہے ہر شخص سرکار علیپوری کا دعاگو ہے اور جو
شخص حضور انور کا نام مبارک سنتا ہے اور حضور کے غلاموں کا کام دیکھتا ہے خوش ہوتا ہے اور تعریف کرتا ہے ڈاکٹر عبد العزیز صاحب
و ڈاکٹر محمد ظریف صاحب و منشی محمد علی صاحب کمپونڈر کام کر رہے ہیں جو نہایت قابل تعریف ہے اور منشی محمد علی صاحب خصوصیت
سے قابل ذکر ہیں کہ ان کو خاص تجربہ ہے اور دست شفا بھی ہے جو کچھ وہ کام کرتے ہیں خلوص دل سے کرتے ہیں علاوہ اپنی
ڈیوٹی کے دوسری خدمت بھی حسب ضرورت کرتے رہتے ہیں منشی یعقوب علیخاں صاحب کام ڈریسری کا کرتے رہتے ہیں اور
کام سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں - اس شفاخانہ میں جس قدر بیمار آتے ہیں اور شفا پاتے ہیں ان میں اکثر مسلمان ہوجاتے ہیں
اور اپنے سروں کی چوٹیاں کٹوا دیتے ہیں اپنے نام تبدیل کرا دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض چالاک کانسے جو دوسری

انجمنوں کے ملازم ہیں ہیبت کی دولت لوٹنی شروع کردی ہے یعنی جن اشخاص کو ہمارے شفاخانہ سے فائدہ پونچتا ہے اور وہ مسلمان ہوتا ہے تو اسکا نام لکھوا لیتے ہیں اور دوسری انجمن میں جہاں اسکا تعلق ہوتا ہے پیش کردیتا ہے جس سے انکی کارگذاری ظاہر ہوجاتی ہے۔ اس بات کو مجھے خود دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے حال کی چند روزہ کارگذاری زیر علاج شفاخانہ جو مسلمان ہوئی ہیں پیش کیجاتی ہے جس کا ڈاکٹر صاحب کی رپورٹ میں تذکرہ ہے۔

۲۰ جون ۱۹۲۳ء کی شب کو بوقت ۹ بجے چار آدمی جو کہ مرتد ہوگئے تھے وہ اپنے جنیو توڑ کر مشرف باسلام ہوئے۔ ان میں سے ایک کا نام کھیول تھا جس کا نام اب فخر خان رکھا گیا ہے وہ زیر علاج شفاخانہ ہے۔

۲۱ جون کو دو آدمی جو مرتد ہوگئے تھے ان کو مسلمان کیا گیا ایک کا نام کھڑک سنگھ تھا اب اسکا نام امام علی رکھا گیا دوسرے کا نام تنجے تھا اب نبے خان رکھا گیا دونوں شخص زیر علاج شفاخانہ ہیں۔

۲۲ جون کو دو آدمیوں کی چوٹیاں کاٹی گئیں ایک نام سابق امر سنگھ تھا۔ اب میر خان رکھا گیا دوسرے کا نام من لعل تھا اب اس کا نام بلال خان رکھا گیا یہ دونوں شخص زیر علاج شفاخانہ ہیں۔

مسماۃ روہان مسلمان ہوئی کہ میرے لڑکے کو شفاخانہ سے فائدہ پہونچا ہے۔ مذہب اسلام اچھا ہے۔

۲۵ جون ۱۹۲۳ء کو مسمی رام دیال مسلمان ہوا اسکا نام حبیب خان رکھا گیا جو زیر علاج شفاخانہ ہے۔ علاوہ شفاخانہ کے اس گانوں ہمارے مبلغین مولوی عبد الکریم صاحب وغیرہ معہ مبلغین انجمن رضائے مصطفی بریلی کام کر رہے ہیں اور لگاتار کوشش میں مصروف ہیں علاقہ آگرہ شمس آباد و محرم پور وغیرہ کے دیہات میں انجمن رضائے مصطفی بریلی کے ہمارے اراکین وفد صوبیدار محبوب علیخان صاحب وغیرہ نے اچھا کام کیا ہے جس سے شدھی کے کام میں پوری روک تھام ہوئی ہے۔

علاقہ ضلع ایٹہ۔ ضلع ایٹہ کے علاقہ میں جناب مولوی حاجی امام الدین صاحب رائے پوری امیر وفد حمایت مبارکہ معہ دیگر اراکین وفد نہایت خوش اسلوبی سے کام کررہے ہیں مولانا صاحب موصوف کی اطلاعی رپورٹ سے وہاں کے حالات نہایت تسلی بخش پائے جاتے ہیں اور روز افزوں ترقی پائی جاتی ہے۔ مولانا صاحب موصوف نے موضع مجھولا کی مسجد کو صاف کراکر ترقی کردی ہے دو تین صفیں نمازیوں کی ہوجاتی ہیں اس گانوں میں ایک مدرسہ بھی کھولدیا ہے جس میں بچوں کو دن میں تعلیم دیجاتی ہے اور شب کو نمازیں سکھلائی جاتی ہیں علی محمد صاحب وہاں پر مدرس ہیں جو عمدہ کام کر رہے ہیں مولانا صاحب معہ دیگر اراکین اس علاقہ میں دورہ فرماتے ہیں اور بہت خوبی سے تبلیغ کا کام انجام فرما رہے ہیں گانوں گانوں میں پھر کر لوگوں کو نمازوں پر پختہ کرتے ہیں۔

موضع بھرگین میں مولانا صاحب نے تقریباً دو سو آدمیوں کے مجمع میں وعظ فرمایا اور لوگوں کو شوق دلایا تاکہ ہر طرح سے کوشش کریں موضع مجھولا میں سید ممتاز علی صاحب و سید وزارت علی شاہ صاحب و سید واحد علی صاحب ارکین وفد کیساتھ نہایت اچھا سلوک کرتے ہیں اور ہر طرح امداد سے فرماتے ہیں

موضع گولا مرنگھ میں ایک شخص نامی سکندر مرتد ہوا تھا۔ اسکے ساتھ لوگوں نے کھانا بند کر دیا ہے بلکہ جو ہندو اسکی شادی کے روز دعوت میں شریک تھے انکے ساتھ بھی کھانا پینا بند کر دیا ہے نہایت پریشانی ہو رہی ہے ایک لڑکا سکندر کا اور اسکی بیوی بھی برخلاف ہوگئی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ چند روز میں واپس آجائیگا۔ مولانا صاحب نے اور لوگوں کو بھی جمع کرکے وعظ سنایا انہوں نے اقرار کیا ہے کہ ہم کسی ہندو کیساتھ خورد و نوش نہیں رکھیں گے سکندر کے مرتد ہونے کے بعد باقی مسلمانوں کی حالت اچھی ہے مولانا صاحب موصوف نے آریوں کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرو ہم مناظرہ کیلئے تیار ہیں پھر دیکھو کہ کون حق پر ہے۔ مولانا صاحب نے بہت بڑی تعداد میں جنکے نام سنگھ پر تھے تبدیل کر دیے ہیں۔ اور انکے نام خاں پر رکھ دیے ہیں۔ اب کسی کے سر پر چوٹی نہیں ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ مولانا صاحب کو یہاں پر ایک فقیر مسلمان ملا جسکے ہاتھ میں کپڑے کا بت بنا ہوا تھا۔ دوری خاں صاحب راجپوت رکن وفد ہذا و دلدادہ تبلیغ نے اس بت کو اس سے لے لیا اور اسکو توبہ کرائی وہ بت موجود ہے۔ موضع بھرہ کے نو مسلم راجپوتوں کو مولانا صاحب نے سمجھایا بہت سے ایسے ہیں کہ سروں پر چوٹیاں نہیں ہیں۔ انکو نماز سیکھنے کیلئے تیار کیا گیا ہے

موضع مورچہ میں ایک شخص نام گنگا رام تھا جسکو مولانا صاحب نے مسلمان کیا اب اسکا نام عبداللہ رکھا گیا ہے

اس علاقہ میں مولانا صاحب امام الدین صاحب رائے پوری امیر وفد معہ مولوی رحمت اللہ صاحب و مولوی غلام فرید صاحب و جمعدار قاسم علیخاں صاحب دوری خاں صاحب و منشی علی محمد صاحب و مقصود علیخاں وغیرہ ارکین وفد ہذا کام کر رہے ہیں اور انجمن رضائے مصطفےٰ بریلی کے ارکین بھی اس علاقہ میں کام کرتے ہیں ہماری انجمن خدام الصوفیہ کا کام رضائے مصطفےٰ بریلی کے اتحاد و اتفاق سے ہو رہا ہے ہماری جماعت مبارکہ کے امیر وفد اعلیٰ حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری باوجود ضعف العمری اور کمزوری کے جس قدر محنت و جانفشانی سے کام کر رہے ہیں وہ عدیم المثال ہے ابھی علاقہ متھرا کے دورہ سے تشریف لائے تھے کہ پھر چند روز سے علاقہ ایٹہ کی جانب تشریف لیگئے ہیں حق اللہ تعالیٰ انکو تندرست رکھے اور ہم سب کے ساتھ نیک توفیق شامل حال فرمائے آمین

۲۸ جون سنہ ۱۹۲۳ء آگرہ رکاب گنج منہ۔

الراقم حفیظ الدین عفی عنہ رہتکی۔ غلامان غلام کارکن علیپوری ناظم وفد انجمن خدام الصوفیہ علیپور سیدان پنجاب

خواجہ حافظ علیہ الرحمت

شاہد دلربائی من میکند از برائے من — نقش و نگار رنگ بو تازہ بتازہ نو بنو

مغربی علیہ الرحمت

حجاب روئی تو ہم روئی تست در ہمہ حال — نہانی از ہمہ عالم ز بسکہ پیدائی

بہر کہ مے نگرم صورت تو مے بینم — ازیں میان ہمہ در چشم من تو می آئی

نہ شک نا آشنا سند زا کسے ہر دم — جمال خود بلباس دگر بیار آئی

پہلا سا جو روپ ہو ہو نہیں دوجی بار
کس کا پھر اواگون[۱۳۵] کیسا سوچ بچار

۱۳۵ اواگون - الف ممدودہ واو ممدودہ کاف فارسی مفتوح نون ساکن بمعنے تناسخ-

یعنی جب یہ بات ہے کہ پہلا سا جو روپ ہو وہ دوجی بار یعنی دوسری بار نہیں ہوتا یعنی دوسری نیا ہی روپ ہوتا ہے پھر اس بات کو سمجھ اور سوچ کہ اواگون یعنی تناسخ کیسے ہو سکتا ہے-

تناسخ اسکو کہتے ہیں کہ ایک روح پہلے قالب کے خراب ہونے پر دوسرے قالب میں پھر آئے دوسری بار آنا تجلی مکرر ہے اور فعل عبث اور باطل ہے موحد تناسخ کا قائل کبھی نہیں ہوگا- جیسے صاحب گلشن راز قدس سرہ فرماتے ہیں-

تناسخ زان سبب شد کفر باطل — کہ آن از تنگ چشمی گشت حاصل

تنگ چشمی اہل تناسخ کی کئی طرح سے ہے-

(۱) اول انکا اعتقاد ہے کہ ابطن جوار واثح کی مظاہر میں اجسام مادیہ میں منحصر ہیں یہ لوگ ابدان مکتسب مثالیہ برزخیہ سے غافل ہیں اور اعمال کے مجازات سے اس طریق پر جو موعود علیہ السلام میں قائل نہیں ہیں-

(۲) دوسرے اُن کا اعتقاد ہے کہ نفوس قدیمہ ہیں اور عدد متناہی میں منحصر ہیں اور کہتے ہیں کہ علے الدوام وہی نفوس ابدان سے مکرر متعلق ہوتے رہتے ہیں- یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ ہر لحظہ حق تعالےٰ کی شانیں اور ظہور اسکا نیا ہی ہے اور ہر نفس وہ دوسری نئی تجلی سے متجلی ہوتا ہے- تجلی الٰہی میں تکرار نہیں ہے- لَا یَتَجَلَّے الْحَقُّ فِیْ صُوْرَۃٍ مَرَّتَیْنِ وَلَا فِیْ صُوْرَۃٍ اثْنَیْنِ-

مغربی

هر دیده از و هر نفسے دیده جمالے زو تازه شده هر نفسے دیده و دیدار
بر هر نظرے کرد تجلے دگرگون با هر نظرے زو نظرے یافته هر بار
در آئینه دیده دل اهل دلان را زو جلوه پیاپے رسد اما نه بتکرار

ایضاً

می نماید هر زمان از زیر روئے دگر تا کشد هر دم گریبان من از سوی دگر
من بیک رخ چون شوم قانع که روی حسن او می نماید هر دم از هر روی مارا روئے دگر
با وجود آنکه او را هیچ رنگ و بوئے نیست بینمش هر دم برنگ دیگر و بوئے دگر

ایضاً

یار ما هر ساعتے آید ببازارے دگر تا بود حسن جمالش را خریدارے دگر
کسوتے دیگر بپوشد جلوهٔ دیگر کند مظهری دیگر نماید بهر اظهار دگر

اور نیز یہ لوگ عموم فیض الٰہی سے جو آناً فاناً ذات موجودات پر فائض ہے غافل ہیں اور تجدد امثال کو نہیں جانتے

رباعی جامی علیہ الرحمت

چیزیکه نمایدت بیک منوال است وند صفت وجود بر یک حال است
در بدو نظر گرچه بقائے دارد آن نیست بقا تجدد امثال است

اسکی شرح دیکھو رباعیات جامی رحر میں ۔

اس مسئلے کے سمجھنے کے لیئے جاننا چاہیئے کہ انسان کے لئے تین موت اور جہاں کے لیئے دو موت ہیں انسان کی تین موت یہ ہیں۔

(۱) پہلی موت ہر لحظہ ۲ دوسری موت اختیاری ۳ موت اضطراری۔ جیسے صاحب گلشن راز فرماتے ہیں۔

سه گونه نوع انسان را ممات است یکے هر لحظه وان بر حسب ذات است
دوم زان ها ممات اختیاری است سوم مردن مر او را اضطراری است

موت عدم شعور اور خفا اور کمون کو کہتے ہیں۔ ان تین موتوں میں موت اضطراری یعنی موت بے اختیاری کو ہر شخص جانتا ہے جس سے سب مرتے ہیں موت اختیاری وہ ہے جو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب سے یعنی قمع ہوا ہے نفسانی اور ترک لذات جسمانی اور شہیات نفسانی اور اعراض مقتضیات طبیعت اور شہوات سے حاصل ہوتی ہے ہستی موہومی کا خیال فنا ہو جاتا ہے اور ماسوی کا شعور نہیں رہتا موت ہر لحظہ ذات ممکن کے اقتضا سے ہے کہ ممکن کی ذات عدم ہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت اور طرفۃ العین میں وہ یعنی ممکن اپنی اقتضائے ذات سے عدم کو جاتا ہے اور معدوم ہو جاتا ہے اور واجب کی ذات وجود ہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت اور ہر طرفۃ العین میں وہ یعنی واجب اپنی اقتضائے ذاتی سے ممکن کو اپنے پرتوہ وجود سے وجود بخشتا ہے اور بحکم بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ تجلی نفس رحمانی سے بحالت خلع اور لبس ہر لحظہ مست ہوتا ہے اور تجلی وجودی کی نہایت سرعت سے اس انعدام اور ایجاد کا ادراک نہیں ہوتا اس ادراک نہ ہونے کی وجہ سے شئی کا وجود واحد مری ہوتا ہے اور یہ جو اعدام اور ایجاد کا معلوم ہے اسم ممیت اور محیی کے اقتضا سے ہے کیونکہ تعطیل کسی اسم کی جائز نہیں اسلئے دونوں اسم آن واحد میں اپنا کام کرتے ہیں

رباعی عماد رحمۃ اللہ

واجب کہ بود مظہر او ذات قدم	محیی و ممیت ہر دو باشد باہم
در ہر آنے مثل نو آرد بوجود	وین طرفہ کہ ہم بود ہمان دم بعدم

رباعی روایح شرح لوایح

ہر جام کہ لطف ایزدش برہم بست	در آن وجود باید از قہرش شکست
این لبس وجود و خلع دانی کہ چرا ست	از بہر ظہور او بر آن وجہ کہ ہست

رباعی جامی رحمۃ اللہ

انواع عطا گر خدا مے بخشد	ہر اسم عطیہ جدا مے بخشد
در ہر آنے حقیقت عالم را	یک اسم فنا یکے بقا مے بخشد

رباعی روایح شرح لوایح

عالم ز وجود میرود سوی عدم	آید بوجود از عدم در ہر دم

حسبانی و اشعری بلغزد آن جا   می ترس و بهش دار در اینجا تو قدم

جاننا چاہیئے کہ انسان کے سوا دیگر جہان کے صرف دو موت ہیں موت ہر لحظہ اور موت اضطراری۔ موت اختیاری اسکے لیئے نہیں ہے یہ خاص انسان کے لیئے ہی ہے۔ موت اضطراری جو ہر روز کسی نہ کسی کی واقعہ ہوتی ہے تو اسکا علم و یقین کہ ایسا ہووے گا ہر شخص کو ہے۔ مگر موت اختیاری کا ان کو یقین نہیں ہوتا۔ اسلیئے کہ عوام الناس لذات اور شہوات نفسانی میں غرق ہوتے ہیں خود بخود یہ مرتبہ یقین کا اُن کو حاصل نہیں ہوتا اور جن سے وہ ملتے ہیں وہ بھی ویسے ہی ہوتے ہیں پس یہ بات کہ موت اختیاری بھی کوئی ہوتی ہے کان میں بھی نہیں پڑتی ہے چہ جائے کہ یقین اُسکا ایسا ہو جیسا کہ موت اضطراری کا حال ملنے والوں سے متواتر سُن کر اور خویش و اقربا کی موت دیکھ کر ہو گیا ہے۔ موت ہر لحظہ کا علم اور یقین بھی عامی کو نہیں ہوتا کس لیئے کہ وسایل اُسکے علم کے جو ہیں جیسے حواس خمسہ ظاہری اور قوت متخیلہ وہ اُس سے دری محدود ہیں اور اسکو معلوم نہیں کرتے اور چونکہ افنا اور ابقا عامی کا بلا انفصال آن واحد میں ایسا ہو رہا ہے کہ عقل جزوی جسمانی اُسکی کنہ اور حقیقت حال کو نہیں پہونچتی ہے۔ عامی یہ سمجھتا ہے کہ میں وہی ہوں جو پرسال تھا یا وہی ہوں جو ایام طفولیت میں تھا۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اُسوقت سے ابتک لاکھوں کروڑوں سنکھوں پدموں انگنت بار اُسکے جسم کا ایک ایک نقطہ فنا اور نیست ہو چکا ہے اور فیض وجودی نفس رحمانی سے پھر وہ ہست ہو چکا ہے اور امثال کا تجدد ہو رہا ہے یعنی جس مثل اور جس صورت کا نقطہ جسم کا نیست ہوتا ہے اُسی مثل اور صورت کا نقطہ مجدداً اُسیوقت اُسی آن میں ہست ہوتا ہے یعنی اس نقطہ کا اُسی آن میں تجدد ہوتا ہے اور عامی کو رعت وقوع سے یہ واقع معلوم نہیں یہ اُس علم کا نقص ہے جو انسان کو عطا ہوا ہے دیکھیئے نبض چل رہی ہے مگر تاوقتیکہ اُس پر اونگلی نہ رکھیں اور حس لمس اُسکا چلنا نہ بتائے چلتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی ہے ایسی ہی جسم کے اعضا اور اعصاب وغیرہ کے صدہا اعمال ہیں جو رہے ہیں اور ہمارے جسم کے وہ جزو ہیں پھر ہمکو معلوم نہیں ہوتے کیا کام کر رہے ہیں جو صاحب دانا اور عقیل ہیں وہ اپنے علم کو ناقص جانتے ہیں۔ اور یوں نہیں کہتے ہیں کہ جو ہم کو معلوم نہیں ہوتا وہ فی الواقع نہیں ہے۔ اور جو نادان اور جاہل ہیں وہ مرض جہل مرکب سے اپنے علم کو کامل سمجھتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ بس جو ہم کو معلوم نہیں ہوتا وہ

فہرست کتب

انیس الطالبین جسمیں ارشادات و مقامات حضرت
شاہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ درج ہیں حضرت خواجہ شہنشاہ
کے حالات میں اس سے بہتر جامع کتاب نہیں ہے قیمت ۱۲/
رفیق السالکین فارسی جسمیں ارشادات و مقامات سید السادات
حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ درج ہیں ۵/ ہر دو کتب مذکورہ
کا اردو ترجمہ فارسی زبان سے نہایت سلیس ہے قیمت علیحدہ علیحدہ ۶/
تحفہ ہمدان فارسی ۸/ برکات علیپوری جسمیں حضرات
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حالات مجملاً اور حضرت شہنشاہ علی پوری
کے حالات مفصل درج ہیں قیمت ۱۲/
اصل محبت معہ شجرہ نقشبندیہ بزبان پنجابی ۱/
تذکرۃ الصالحین ۱/ تذکرۃ الاولیاء اردو ۱۲/ عہ
اردو ترجمہ مکتوب سید علی ہمدانی ۸/ رسالہ
نقشبندیہ اردو ۲/ مجمع الاسرار جسمیں طریقہ قادریہ کے
ذکر اذکار کے علاوہ نقشبندیہ اذکار بھی درج ہیں ۱/
مدح پیر ۲/ شجرہ نقشبندیہ اردو مصنفہ مولوی غلام احمد صاحب ۱/
گلزار مدینہ یعنی شجرہ طیبہ نو ترمیم ۳/
افضل الرسل مصنفہ عالیجناب حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب علیپوری
حالات مشائخ نقشبندیہ ۸/ عشق پیر یعنی عطر محبت ./
نغمہ الفت یعنی قصائد ثمر شیر حصہ اول قیمت ۶/

ہدایات القلوب تحفۃ الارواح تصنیف حضرت خواجہ
عثمان رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی جالندھری ہے خدا کی ذات
بابرکات سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیکے خواہشمندوں کو اسکا
مطالعہ کرنا ضروری ہے کوئی تصوف کا مسئلہ ایسا نہیں
جسکا ذکر اس کتاب میں نہ آیا ہو قیمت ۱۱/ عہ
کتاب علی المرتضیٰ عہ/ نور شمع فی ظہر الجمعہ ۱/
زبدۃ المقامات اردو یہ نادر اور بے مثل کتاب جسمیں حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے
حالات اور آپکے خلفاء اور دیگر حضرات رحمۃ اللہ علیہم
کے حالات درج ہیں قیمت ۲/ ابیات علی حیدر ۴/
مقاصد السالکین اردو کتاب طالبوں کیلئے بے نظیر ہے ۱۲/ عہ
حیات جاودانی یعنی مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی
شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عاشقان پیران
پیر کیواسطے اسکا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۱/
مرید صادق اور طاعت مرشد ۵/ پیر بھائی
اور یاران طریقت ۵/ ان ہر دو رسالوں میں نہایت ضروری
اور مفید مضمون حضرت شاہ صاحب علیپوری کے الفاظ طیبہ کا پرتو ہے
مکتوبات مجددی ہر سہ جلد لعہ شرح لوائح جامی
اردو ۶/ رسالہ اشاعت صوفیائے کرام ۵/

دفتر انوار الصوفیہ لاہور سے طلب کریں

اخبار۔ عالیجناب قبلۂ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین عمدۃ العاشقین سیدی و مولائی حضرت شاہ صاحب قبلہ روحی فداہم علی پوری مدظلہ العالی کا قیام مبارک زیادہ تر دربار شریف میں ہی رہا۔ دفعہ چہارم کی روانگی کے وقت آپنے رہتک تشریف لیجانا تھا۔ مگر حضور کی طبیعت علیل ہوگئی تھی اسلیئے آپکی بجائے عالیجناب حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب تشریف لے گئے۔ حضور قبلہ عالم کی طبیعت مبارک کو اب بفضل خدا بالکل آرام ہے چنانچہ آپ ان دنوں فیروز پور اور قصور میں تشریف فرما ہیں۔ امید ہے کہ انکے مفصلات میں بھی تشریف لیجاویں اور عید الضحےٰ تک آپ پھر دربار شریف میں رونق افروز ہو جاوینگے اور مابعد بھی وہاں ہی غالباً قیام ہوگا جو احباب زیارت سے مشرف ہونا چاہیں۔ دربار شریف میں حاضر ہو سکتے ہیں،

ضروری اطلاع ہمیشہ اس امر کی تاکید کیجاتی ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری جو انکے نام کے پہلے چٹ طبع شدہ یا غیر طبع شدہ پر ہوا کرتا ہے ضرور لکھا کریں اور لکھا ہوا صاف ہو ورنہ عدم تعمیل معاف۔ مگر اسکی طرف چنداں پرواہ نہیں کیجاتی اور بے جا شکایتیں تحریر میں لاکر شرمندہ کیا جاتا ہے آیندہ مذکورہ عرضداشت کو مد نظر رکھیں اور پھر اس امر کی طرف ناظرین کی توجہ کیجاتی ہے کہ جن احباب کا سال ختم ہو چکا ہے وہ آیندہ بصورت منظوری اپنا ہدیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماویں۔ یا اپنی عدم خریداری سے مطلع کر دیں۔ تاکہ دفتر رسالہ کو مالی نقصان کا متحمل نہ ہونا پڑے ورنہ خاموشی پر ہر سال تمام کے بعد رسالہ وی۔ پی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا لازمی اور ضروری ہوگا۔ اس طرف بھی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی۔ امید ہے آیندہ ضرور خیال رکھیں گے اب جن احباب کا ہدیہ ماہ جولائی میں ختم ہو چکا ہے انکے نام اطلاع نہ آنے پر ماہ اگست کا رسالہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ نیز جن احباب کے پاس نمونہ کا پرچہ پہنچے وہ بھی خریداری سے مطلع کر دیا کریں ورنہ ۲۰

شکریہ۔ گذشتہ ماہ میں صرف ایک صاحب کی فرمایش پر ایک شخص کے نام رسالہ جاری کیا گیا ہے جسکا ترقی رفتار میں کچھ شمار نہیں ہو سکتا ہے امید ہے کہ ناظرین اور یاران طریقت کا اسطرف خیال فرمانا ضروری ہے تاکہ رسالہ کی مالی حالت کو اعانت ہو

انتقال۔ ہمارے مکرم و محترم دوست بابو غلام حسین صاحب نقشبندی مجددی لاہوری (جنکے نام نامی سے احباب واقف ہونگے) کے والد جو بڑے بزرگ اور متدین تھے عالیجناب حضرت قبلہ عالم کیخدمت اقدس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے جمعرات مورخہ ۱۲ جولائی ۲۳ کو ہمیشہ کے لئے دنیا فانی کو چھوڑ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم جامع کمالات حسنہ تھے۔ ناظرین رسالہ دعا مغفرت فرماویں۔ کہ خداوند کریم انکو اپنے قرب و جوار میں جگہ دیوے اور پسماندگان کو صبر عظیم کی توفیق بخشے۔ آمین۔ انہی دنوں میں بابو چراغ دین صاحب

وزیر آبادی سگنیلر کا لڑکا فوت ہو گیا ہے اسکے لئے بھی دعا مغفرت فرماویں۔ اور پسماندگان کو صبر عظیم کی توفیق بخشے۔ آمین